اسلام میں عورتوں کی نماز

- عورتوں اور مردوں کی نماز کا فرق
- عورتوں کیلئے نماز جمعہ وعیدین کا مسئلہ
- عورتوں کیلئے مساجد میں جانے کی ممانعت

مؤلف

مولانا ہلال احمد مولانا محمد عثمان

رابطۂ علماءِ اہل سنت والجماعت (الہند)

مولوی محمد عثمان پورہ، سروے نمبر ۱۵۶ مالیگاؤں 423203 ضلع ناسک، مہاراشٹر، الہند

موبائل نمبر 09423477065

ماھانہ دینی اصلاحی اخبار

ترجمان شریعت

بذریعہ ڈاک ارسال کیلئے

سالانہ زرتعاون

صرف تیس (۳۰) روپئے

رابطہ کیلئے: مولانا ہلال احمد مولانا محمد عثمان، عثمان منزل جامعہ نگر

مالیگاؤں ضلع ناسک، مہاراشٹر، الہند

موبائل نمبر 09423477065

○بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

اہل سنت والجماعت کا اجماع

خیرالقرون سے حدوث اہل حدیث (فرقہ اہل حدیث کے پیدا ہونے) تک جمیع اہل سنت والجماعت کا معمول تھا کہ:

(۱)"احادیث "اور"تعامل سلف" میں نماز میں عورتوں کیلئے جوفرق وارد ہوا ہے عورتیں ہمیشہ سے ان تمام فرقوں کیساتھ نماز پڑھتی تھیں۔ائمۂ اربعہ کے مسالک یہی ہیں،فقہائے امت کا اسی پر اجماع ہے۔بلکہ فرقۂ اہل حدیث کے پیدا ہونیکے کچھ عرصہ کے بعد تک خودان غیر مقلدین کی عورتیں بھی انہیں فرقوں کیساتھ نماز پڑھتی تھیں (ملاحظہ ہوں عورتوں کی نماز کے سلسلہ میں غیر مقلدین علماء کے ابتدائی فتاوے)

(۲) خیرالقرون کے بعد سے حدوث اہل حدیث تک جمعہ کی نماز کیلئے مساجد میں اور عیدین کی نماز کیلئے عیدگاہ میں عورتیں حاضر نہیں ہوتی تھیں اور نہ کوئی اسکا مطالبہ کرتا تھا۔ بلکہ حدوث اہل حدیث کے کچھ عرصہ بعد تک خود انکی مساجد اور عیدگاہ میں جمعہ اور عیدین کیلئے عورتیں حاضر نہیں ہوتی تھیں۔

(۳) خیرالقرون کے بعد سے حدوث اہل حدیث تک کوئی عورت مسجد میں نماز کیلئے نہیں جاتی تھیں اور نہ ہی کسی محدّث، کسی فقیہ یا کسی عالم نے اسکا مطالبہ کیا کہ عورتیں مساجد میں نماز کیلئے جائیں (اس وقت بھی وہ تمام روایات احادیث کی کتابوں میں موجود تھیں جنکے حوالے دے دے کر آج غیر مقلدین مطالبہ کرتے ہیں) بلکہ حدوث اہل حدیث کے کچھ عرصہ بعد تک خود غیر مقلدین کی مساجد میں بھی عورتوں کا داخلہ ممنوع تھا۔

گویا خیرالقرون کے بعد سے حدوث اہل حدیث تک (تقریبا تیرہ سو سال سے زائد عرصہ تک) مذکورہ امور پر جمیع اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے اور حضورﷺ کا فرمان ہے کہ ''میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی''۔

جدید انکشافات

اپنی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد غیر مقلدین کو جدید انکشافات ہوئے کہ تیرہ سو سال سے زائد عرصہ تک امت جو کرتی آئی ہے اور خودان (غیر مقلدین) کا بھی جو عمل تھا وہ غلط تھا۔صحیح یہ ہے کہ:

(۱) عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔

(۲) جمعہ اور عیدین کیلئے مساجد اور عیدگاہ میں عورتوں کی حاضری ضروری ہے۔

(۳) فی زمانہ (اس پُرفتن دور میں بھی) عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں جانا چاہئے۔

جدید انکشافات کی حقیقت

عورتوں کی نماز کے طریقہ کی حقیقت

عورتوں کی نماز کے طریقے کے سلسلے میں جب ہم مختلف مسالک پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جمیع اہل سنت والجماعت کے نزدیک یعنی احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ ہر ایک کے مسلک میں عورتوں اور مردوں کی نماز کے درمیان چند جگہوں پر فرق ہے۔لیکن اسکے برخلاف غیر مقلدین کے نزدیک عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ ''عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں'' جب اس جملہ کی دلیل تلاش کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ نہ قرآن کریم میں ہے اور نہ ہی حدیث شریف کی کسی کتاب میں ہے، یہ غیر مقلدین کا صرف قیاس ہے۔

''عورتوں اور مردوں کی نماز یکساں ہے'' یہ جملہ بھی نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث شریف کی کسی کتاب میں ہے۔اسکے بعد بھی غیر مقلدین یہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری نماز ''تکبیر اولیٰ سے سلام تک'' حدیث کے عین مطابق ہے۔''عورتوں اور مردوں کی نماز یکساں ہے'' اور ''عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں'' ان دونوں کی دلیل نہ قرآن میں ہے اور نہ ہی حدیث میں ہے، یہ غیر مقلدین کا صرف قیاس ہے، اور قیاس غیر نبی کا ہے، یعنی تقلید

ہے اور تقلید غیر مقلدین کے نزدیک شرک ہے۔ اسلئے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے اصول کیمطابق اگر عورتیں نماز پڑھیں تو شرک ہوجائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائیگا، باقی جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمادیگا۔ اسلئے غیر مقلدین کے اصول کیمطابق عورتیں نماز پڑھ ہی نہیں سکتیں، کیوں کہ غیر مقلدین کے اصول کیمطابق عورتوں کی نماز کے طریقے میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

بعض غیر مقلدین بڑے طمطراق کے ساتھ ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي'' اس کا ترجمہ ہوتا ہے۔ نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ''صَلُّوا'' جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے یعنی اے مردو! نماز پڑھو۔ چونکہ غیر مقلدین کے پاس عورتوں کی نماز کے سلسلے میں کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے بعض غیر مقلدین اس کی معنوی تحریف کرتے ہوئے ترجمہ لکھتے ہیں۔ اے عورتو اور مردو نماز پڑھو، اس طرح جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ گویا اپنی سرشت کے مطابق غیر مقلدین وہی کام کررہے ہیں کہ بات اپنی اور نام حدیث کا۔ مذکورہ حدیث میں عورتوں سے خطاب کہیں نہیں ہے لیکن اسے عورتوں کی نماز کے سلسلے میں نہ جانے کس دلیل سے پیش کرتے ہیں۔

دراصل ائمہ مجتہدین کا اس اصول پہ اجماع ہے کہ ''عورتوں اور مردوں کے احکام یکساں ہیں سوائے ان کے جن میں فرق آیا ہے۔'' غیر مقلدین کے پاس قرآن یا حدیث سے دلیل تو ہے نہیں کہ عورتوں اور مردوں کی نماز یکساں ہیں۔ اور اُن کے نزدیک دلائل شرعیہ تو صرف دو ہیں، قرآن اور حدیث۔ اب تیسری دلیل اُن کے نزدیک تو ہے ہی نہیں، یہ کمی کیسے پوری ہو؟ اُسی کو پورا کرنے کے لئے یہ بازی گری اور دھوکہ دہی ہے۔ اپنی طرف سے لفظ ''عورتو'' کا اضافہ کردیا، اور اپنے قیاس کو حدیث کا نام دے دیا یعنی وہی کام ''بات اپنی نام حدیث کا''۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک احادیث وآثار حُجت ہیں اور انہیں ''قیاس'' پر ترجیح حاصل ہے۔ جب کہ غیر مقلدین کے نزدیک قیاس حجت نہیں ہے پھر بھی وہ قیاس کو احادیث پر ترجیح دیتے ہیں۔

کُتّوں کی نماز کی حقیقت

جب اہل سنت والجماعت کے مسلک کی عورتیں نماز پڑھتی ہیں اور ارشاد نبوی کیمطابق اسطرح سجدہ کرتی ہیں کہ تَسَتُّر (پردہ) رہے تو غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ یہ کُتّوں کی نماز ہے۔ معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک کتّے بھی نماز پڑھتے ہیں جس طرح اُمّتِ محمدیہ کا ایک ایمان والا نماز پڑھتا ہے۔ اب یہ غیر مقلدین کو ہی معلوم ہے کہ کُتّے دن میں کتنی مرتبہ نماز پڑھتے ہیں، اور کہاں پڑھتے ہیں؟ دراصل اپنا قیاس اور اپنی بات لوگوں کے درمیان نافذ کرنے کیلئے اسے حدیث کا نام دینا غیر مقلدین کی سرشت میں داخل ہے۔ یعنی ان کا وطیرہ ہے ''بات اپنی نام حدیث کا''

حدیث رسولؐ میں ہے کہ رسولؐ دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہیں تھیں، آپؐ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصّہ زمین سے ملالیا کرو۔ کیونکہ عورت کا حکم اس بارے میں مرد جیسا نہیں ہے (مراسیل ابوداؤد ص ۸)۔ اب چونکہ غیر مقلدین کو اپنا قیاس اونچا رکھنا ہے تو حدیث میں معنوی تحریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے ''لایبسط احدکم ذراعیه انبساط کلب اور ترجمہ کرتے ہیں یعنی نہ بچھائے کوئی تمہارا (مرد ہو یا عورت) دونوں بازو اپنے (سجدہ میں) جس طرح کتّا بچھاتا ہے''۔ حدیث شریف ''لایبسط احدکم'' میں صیغہ مذکر مخاطب کا ہے لیکن ترجمہ میں اپنی طرف سے لفظ ''عورت'' داخل کردیا اور حدیث کو ''مدرج'' بنادیا، اور اہلسنت والجماعت کی دلیل کو ضعیف حدیث کہکر اسکا انکار کردیا اور اپنے قیاس کو حدیث کا نام دے کر بخاری اور مسلم کا حوالہ دے دیا۔ (نعوذبالله من ذلک)

خرد کا نام جنون رکھ دیا جنون کا خرد جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

غیر مقلدین کو کم از کم ''حنفی عورتوں کی نماز'' کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ غیر مقلدین کی نماز کی اکثر ''ہیئت'' حنفی عورتوں کی نماز کی ہیئت سے ملتی جلتی ہے۔ مثلاً حنفی عورتیں تکبیر تحریمہ میں سینے تک ہاتھ اُٹھاتی ہیں اور سینے پر ہاتھ باندھتی ہیں، قعدہ میں سرین کے بل

بیٹھتی ہیں وغیرہ وغیرہ اور غیر مقلدین کے مرد بھی اسی طرح کرتے ہیں۔اس لئے حنفی عورتوں کی نماز کو "کتوں کی نماز" یا "غلط نماز" کہہ کر اپنی ہی نماز کی تکذیب نہ کریں۔

عورتوں اور مردوں کی نماز کا فرق

جمہور امت کے نزدیک

احناف:- عورت اپنے سجدہ میں پست رہے گی اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے چپکائے رہے گی کیونکہ اسکے حق میں یہی زیادہ چھپانے والا ہے (ھدایہ:۱/۱۱۰)۔

مالکیہ:- مرد کیلئے حالت سجدہ میں اپنے پیٹ کو رانوں سے علاحدہ رکھنا مطلوب ہے، اسی طرح کہنیوں، گھٹنوں، بازوؤں اور پہلوؤں کو ایک دوسرے سے جدا رکھنا اور کشادہ رکھنا مطلوب اور مندوب ہے۔لیکن عورت اپنے تمام احوال میں سمٹی رہے گی۔

(اَلشَّرْحُ الصَّغِيْرُ عَلیٰ أَقْرَبِ الْمَسَالِكِ اِلَی الْاِمَامِ مَالِكْ:۱/۳۲۸.۳۲۹)

شوافع:- امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چھپ کر رہنے کا ادب سکھلایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی عورتوں کو یہی ادب سکھلایا ہے اور میں عورتوں کیلئے حالتِ سجدہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ اپنے بدن کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ملالے اور اپنے پیٹ کو ران سے چپکالے اور اس طرح سجدہ کرے جو اس کیلئے زیادہ چھپانے والا ہو۔اسی طرح عورت کیلئے رکوع، جلسہ اور پوری نماز میں یہی پسند کرتا ہوں کہ عورت اس ہیئت پر رہے جو اس کیلئے سب سے زیادہ ساتر (چھپانے والی) ہو۔اور میں پسند کرتا ہوں کہ رکوع سجدہ میں اپنی چادر کو کشادہ رکھے تاکہ کپڑوں سے اسکے بدن کے خدوخال نمایاں نہ ہوں۔(کتاب الام:۱/۱۰۰)

حنابلہ:- عورت بھی مرد کی طرح ہے لیکن عورت اپنے آپ کو سمیٹے رہے گی اور اپنے دونوں پیر دائیں جانب نکال لے گی (زَادُ الْمُسْتَقْنِعِ ص۱۱۹)

احادیث اور آثار

عورت جانور پر سوار ہونے کی حالت میں نماز نہیں پڑھ سکتی

حضرت عطاءؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سوال کیا کہ عورتوں کو جانوروں پر نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے کہ نہیں؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نہ تو سختی میں اور نہ ہی آسانی میں۔ (کنز العمال ۱/ ۷۹۱)

یہاں بھی اسلام کے اسی مزاج کے اعتبار سے جانور پر سوار ہونے کی حالت میں منع کیا گیا ہے تاکہ عورت کی بے پردگی نہ ہو۔

تکبیر تحریمہ اور ہاتھ باندھنا:- خواتین نماز شروع کرتے وقت دونوں ہاتھ کاندھوں تک اٹھائیں (کانوں تک نہ اٹھائیں)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابن حجر! جب تم نماز پڑھو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے مقابل کرلو (اٹھاتے وقت) اور عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے ثدیین (پستانوں) کے مقابل میں کرلے یعنی مونڈھے تک اٹھائے۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر ج۲۲ص۲۰)

حضرت سلمان بن عمیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے ام الدرداءؓ کو دیکھا (جو جلیل القدر مشہور صحابیہ ہیں جن کا نام خیرۃ ہے، تہذیب التہذیب ج۱۲ص۴۶۶) کہ وہ اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں کے مقابل اٹھاتی تھیں. (جزء رفع یدین بخاری ص۱۲)

عبدربہ بن سلیمانؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت اُم لدرداءؓ کو دیکھا کہ وہ نماز میں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتی تھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ "فی المرأۃ اذا افتتحت الصلاۃ الی این ترفع یدیھا" ج۲ص۴۲۱)

حضرت عطاءؒ سے پوچھا گیا کہ عورت نماز میں اپنے ہاتھ کہاں تک اٹھائیگی تو فرمایا کہ اپنے پستانوں تک (مصنف ابن ابی شیبہ "فی المرأۃ اذا افتتحت الصلاۃ الی این ترفع یدیھا" ج۲ص۴۲۱)

حضرت عاصم احول نے کہا کہ میں نے حضرت حفصہ بنت سیرینؒ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز میں تکبیر کہی اور اشارہ کیا سینے کے مقابل تک اور بیان کیا یحیٰ نے پس ہاتھوں کو بلند کر کے جمع کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ص۴۲۲)

حضرت ابن جریج سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عطاؒ سے کہا کیا عورت تکبیر میں مَردوں کے مانند اشارہ کرے؟ کہا کہ نہ بلند کرے وہ اپنے ہاتھوں کو مَردوں کے مانند اور اشارہ کیا پس ہاتھوں کو کافی نیچے رکھا اور دونوں کو اسی جگہ جمع کرلیا اور کہا کہ عورتوں کی ہیئت مَردوں کی طرح نہیں ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۳۷)

سجدہ اور قعدہ کی کیفیت:۔ ● ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملالیا کرو کیونکہ عورت کا حکم اس بارے میں مرد جیسا نہیں ہے''۔ (مراسیل ابوداؤد ص ۸)

● حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب عورت جب نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران کو دوسری ران میں ملالے اور جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی ران سے ملالے، جہاں تک اس کے لئے پردہ ممکن ہو۔ (کنز العمال ۷ / ۲۲۳ رحمانیہ لاہور)

● حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی ران سے ملالے جو کہ اس کیلئے زیادہ چھپانے والا ہوگا، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو (یعنی عورت کو) دیکھ کر اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس عورت کی مغفرت کردی۔

(سنن بیہقی ۲/۲۲۳، بحوالہ اعلاء السنن ج ۳ ص ۳۳، ابن عدی فی الکامل، کنز العمال ج ۴ ص ۱۱۷)

● حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنی رانوں کو (اچھی طرح) ملالے۔

(سنن الکبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۲۲۲، مصنف ابن ابی شیبہ " المکون فی سجودھا "ج ۲ ص ۵۰۴)

● حضرت ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ عورتیں حضورؐ کے زمانے میں کیسے نماز پڑھا کرتی تھیں؟ تو انھوں نے فرمایا پہلے چہارزانوں بیٹھتی تھیں، پھر انہیں سمیٹ کر اپنی سرینوں پر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔ (المسند للامام الاعظم ۷۳)

● حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ عورت کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اپنی دونوں کہنیوں اور پیٹ کو سجدے کی حالت میں اپنی رانوں پر رکھے اور ان کو مردوں کی طرح جدا نہ رکھے تاکہ اسکی سرین اوپر نہ اٹھ جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ا:۲۴۲)

غیر مقلدین کے نزدیک

''اسلام کے احکامات عام طور پر عورتوں اور مردوں کیلئے یکساں ہیں'' (یہ اصول ہے جو قیاس کی حیثیت رکھتا ہے)۔ مگر وہ احکامات مستثنیٰ ہیں جنکے تعلق سے احادیث میں فرق بتایا گیا ہے۔ اسی طرح مردوں اور عورتوں کی نماز یکساں ہے، سوائے ان امور کے جن میں احادیث سے استثناء آیا ہے (یعنی فرق بتایا گیا ہے)۔ مثلاً حدیث میں آیا ہے ''فَاِنَّ الْمَرْأَۃَ لَیْسَتْ فِیْ ذٰلِکَ کَالرَّجُلِ۔ یعنی کیونکہ عورت کا حکم اس بارے میں مرد جیسا نہیں ہے''۔

(مراسیل ابوداؤد ص ۸)

اگر عورت اور مرد کی نماز کا فرق احادیث میں بتایا گیا ہو تو قیاس پر احادیث کو ترجیح دی جائیگی (اگر چہ احادیث ضعیف ہوں)۔ ہمارے نزدیک ضعیف حدیث بھی حجت ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک قیاس حجت نہیں ہے پھر بھی وہ قیاس کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔

اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ غیر مقلدین کے پاس ایک حدیث بھی نہیں ہے کہ وہ اسکے حوالے سے عورتوں کی نماز کا طریقہ بتاسکیں۔ انکے پاس صرف ''قیاس'' ہے کہ ''عورتوں اور مردوں کی نماز یکساں ہے'' یا ''عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے'' یہ ''قیاس'' کسی حدیث میں نہیں ملتا۔ اور بغیر کسی دلیل کے عمل کرنا تقلید ہے جو انکے نزدیک شرک ہے۔ اب چونکہ انکے پاس ''عورتوں کی نماز کے طریقہ'' میں کوئی حدیث نہیں ہے اسلئے غیر مقلدین کے اصول کی رو سے عورتیں نماز پڑھ سکتی ہی نہیں۔

عورتوں کی جمعہ اور عیدین میں حاضری کی حقیقت

نماز جمعہ عورت، بچہ، مریض و مسافر پر فرض نہیں

حضرت طارق بن شہابؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعہ جماعت کیساتھ ہر مسلمان پر فرض ہے ثابت شدہ ہے۔ سوائے چار لوگوں کے۔ یعنی غلام، عورت، بچہ، بیمار کے۔

(ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۱۵۳، سنن دار قطنی ج ۲ ص ۳، طبرانی کبیر ج ۸ ص ۳۲۱ حدیث نمبر ۸۲۰۶، سنن کبریٰ بیہقی ج ۳ ص ۱۷۲، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۴۲۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ پانچ لوگوں پر جمعہ فرض نہیں عورت، مسافر، غلام، بچہ اور اہل دیہات۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط، کنزالعمال ج ۷ ص ۲۲۷ حدیث نمبر ۲۱۰۹۶)

حضرت محمد بن کعب قرضیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد ہے کہ چار اشخاص ایسے ہیں جن پر جمعہ فرض نہیں ہے عورت، غلام، مسافر اور مریض۔ (امام محمد کتاب الآثار ص ۳۵)

حضرت محمد بن کعب قرضیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو اس پر جمعہ کے روز نماز جمعہ فرض ہے سوائے عورت، بچہ، غلام اور بیمار پر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۶۵ ''فیمن لاتجب علیہ الجمعۃ''، المعرفہ للبیھقی ج ۴ ص ۳۱۲، مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۷۳)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو اس پر جمعہ کے روز نماز جمعہ فرض ہے سوائے مریض، مسافر، عورت، بچہ اور غلام۔ (سنن دار قطنی ج ۲ ص ۳)

جمعہ کی حاضری:- جب عورتوں پر ''جمعہ کی نماز'' فرض ہی نہیں ہے تو جمعہ کی نماز کیلئے فی زمانہ ان کی ''مساجد میں حاضری'' کیوں لازمی ہے؟

عیدگاہ میں حاضری:- غیر مقلدین کے نزدیک مردوں پر بھی ''نماز عیدین'' واجب نہیں ہے، پھر عورتوں پر کیوں واجب ہوگی؟ اور جب عورتوں پر ''عیدین کی نماز'' واجب نہیں ہے تو فی زمانہ ان کی عیدگاہ کی حاضری کیوں لازمی ہے؟

عورتوں کے لئے مساجد میں جانے کی ممانعت

''عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں جانا ممنوع ہے'' یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اہل سُنت والجماعت کے اُصول کے مطابق اُس پر کسی بحث کی گُنجائش ہی نہیں ہے صرف روافض ہی اس پر بحث کرتے ہیں۔ کیوں کہ یہ ایسا اجماع ہے کہ حضرت عمرؓ نے عورتوں کی حالت میں تبدیلی دیکھ کر فتنوں کے اندیشہ سے عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں جانے کی ممانعت کردی۔ صحابہ کرام

بلکہ صحابیات کا بھی اسی پر اجماع ہوگیا۔ بعد کے خلفاء راشدین حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ نے اسی پر عمل کیا اور فقہاء عظام، محدثین کرام بلکہ جمیع اہل سُنت والجماعت (احناف، مالکیہ، شوافع، حنابلہ) کا اسی پر اجماع رہا ہے اور پوری اُمتّ (سوائے روافض) آج تک اسی پر عمل کرتے آئی ہے۔ دور فاروقی سے تقریباً تیرہ سو سال تک اہل سُنت والجماعت کی کسی مسجد (سوائے حرمین شریفین) کی مثال نہیں دی جاسکتی کہ اس میں عورتوں کو نماز پڑھنے کا معمول رہا ہو۔ حدوث اہل حدیث (فرقہ اہل حدیث کے پیدا ہونے) کے بعد کچھ عرصہ تک غیر مقلدین کا خود بھی عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں جانے کی ممانعت پر عمل رہا (ملاحظہ ہو غیر مقلدین کے فرقہ اہل حدیث کے ابتدائی فتاوے)۔ لیکن کچھ عرصہ بعد غیر مقلدین کو جدید انکشاف ہوا کہ آج تک اُمت جو کرتے آئی ہے اور خود جس پر ان کا بھی عمل تھا وہ غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ''عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں جانا چاہیئے''۔ ان غیر مقلدین کو وہ احادیث یاد آئی جن میں حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا نماز کیلئے مساجد میں جانے کا ذکر ہے۔ حالانکہ یہ احادیث اُن صحابہ کرام اور صحابیات کو بھی معلوم تھیں بلکہ وہ خود ان احادیث کے راوی اور راویہ ہیں، اسکے بعد بھی اُن صحابہ وصحابیات کا ''عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں جانے کی ممانعت'' پر اجماع تھا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے، کیا غیر مقلدین نے کبھی اس پر غور کیا؟ یا اِن غیر مقلدین کی نزدیک صحابہ اور صحابیات کی وہی حیثیت ہے جو روافض کے نزدیک ہے (روافض اکثر صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین کو کافر، گمراہ اور جہنمی کہتے ہیں اور اُن پر سب وشتم کرتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)۔ اگر ان کے نزدیک وہی حیثیت ہے تو پھر ان صحابہ اور صحابیات کی روایات کس طرح حُجت ہوسکتی ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں عورتوں کا مساجد میں جانیکا ذکر ہے، اس صورت میں تو ''عورتوں کی مساجد میں جانے کی حیثیت'' ہی شرعاً معتبر نہیں ہوگی۔

بڑی حیرت کی بات ہے کہ آج کل اہل سُنت والجماعت کے کچھ علماء کو بھی اس مسئلہ میں بحث کرتے دیکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان علماء کو اتنا بھی علم نہیں کہ ''عورتوں کو

نماز کیلئے مساجد میں جانے کی ممانعت'' کے مسئلہ میں بحث کی گنجائش نہیں۔ افسوس صد افسوس علم دین اتنا کم ہوگیا کی علماء بھی یہ نہیں جانتے کہ دلائل کی بحث کن مسائل میں کی جاتی ہے اور کن مسائل میں نہیں۔

حضورﷺ کا فرمان ہے کہ ''**علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المهدیین** ترجمہ: تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت'' (مسند احمد ۴:۶۱، ترمذی ۲:۹۶، ابوداؤد ۲:۶۳۵، سنن دارمی ۱:۴۴، ابن ماجہ ص:۵، مستدرک حاکم ۱:۱۷۶)۔ خلیفۂ راشد دوم حضرت عمر فاروقؓ نے عورتوں کی حالت میں تبدیلی دیکھ کر انکو نماز کیلئے مسجد میں آنے کی ممانعت کی تحریک کی اور جمیع صحابیات وصحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کا اس پر اجماع ہوگیا۔ اسکے بعد تیسرے اور چوتھے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع رہا۔ کسی خلیفہ راشد کا عمل اس اجماع کیخلاف نہیں رہا۔

اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ حضور اکرمﷺ کے زمانے میں عورتوں کی مساجد میں جانے کی احادیث، مساجد میں جانے کے وجوب یا مسنون ہونے کے دلائل میں سے ہیں تو یہ اُس کی جہالت ہے۔ کیونکہ اجماع کی مخالفت میں احادیث بطور دلیل پیش کرنا اُصول کے خلاف ہے۔ جب کسی امر پر اجماع ہو جائے تو اس کے خلاف کرنا جائز نہیں، بلکہ اگر اس کے خلاف کوئی حدیث سمجھ میں بھی آتی ہو تو اسے بیان کرنا مناسب نہیں ہے، چہ جائیکہ اس پر عمل کرنا۔ حدیث کی کتابوں میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ صحیح مسلم سے صرف ایک مثال ملاحظہ ہو۔

مشہور محدث امام شعبیؒ نے حضرت فاطمہؓ بنت قیس کی حدیث بیان کی کہ جب ان کے شوہر نے انہیں تین طلاق دے دی تو ''**ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجعل لها سکنیٰ ولا نفقة** ۔ ترجمہ: رسول اللہﷺ نے ان کیلئے سکنیٰ اور نفقہ قرار نہیں دیا'' اس پر (امام شعبی کے استاذ مشہور تابعی) حضرت اسودؒ نے ایک مٹھی کنکری لی اور اس سے انہیں مارا اور کہا کہ خرابی ہو تیرے لئے تو اس قسم کی حدیث بیان کرتا ہے، (جبکہ اس کے متعلق) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ہم کتاب اللہ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں چھوڑیں گے

ایک عورت کے قول کی وجہ سے (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۵) (جب کہ یہ حدیث صحیح ہے)۔ اسی حدیث کے بارے میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ''کہ فاطمہ بنت قیسؓ کیلئے خیر نہیں ہے کہ یہ حدیث بیان کرے'' (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۵)۔ اور صحیح مسلم کا جو جملہ ثابت کرتا ہے کہ اسکے خلاف اجماعِ امت تھا وہ جملہ یہ ہے' **فقال مروان لم نسمع هذا الحديث الا من امرة ان سنا خذ بالعصمة التی وجدنا الناس علیها** '' ترجمہ: (اس حدیث کو سن کر مروان نے کہا) ''نہیں سنتے ہیں ہم اس حدیث کو مگر ایک عورت سے، (بلکہ) ہم اس فیصلے کو مضبوطی سے پکڑیں گے جس پر ہم نے لوگوں کو پایا'' (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۴)۔

عون بن عبداللہ تابعی جو بڑے قراء اور بڑے عابدین میں ہیں، کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ میں اختلاف نہ ہو، اس لئے کہ اگر وہ حضرات کسی چیز پر مجتمع ہوں اور پھر کوئی شخص اس کے خلاف کرے تو وہ تارکِ سنت ہے۔ اگر ان میں اختلاف ہو پھر کوئی شخص ان میں سے کسی کے قول پر اب بھی عمل کر لے تو وہ حدودِ سنت سے نہیں نکلتا (دارمی)۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ جو جلیل القدر امام ہیں کہتے ہیں: کہ قرآن وحدیث کے مقابلے میں نہ کسی کا قول معتبر ہے اور نہ صحابہ کے اجماعی قول کے مقابلے میں، ہاں جس چیز میں صحابہ میں اختلاف ہو، اُس میں ہم اس چیز کو اختیار کریں گے جو قرآن وحدیث کے زیادہ قریب ہوگا۔ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ صحابہ کے اقوال سے باہر نہیں جائیں گے (مقدمہ اوجز)۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کا اجماع اور خلفائے راشدین کا اجماع کہ انہوں نے جس چیز کو منشاء نبوت سمجھ کر جاری کیا ہے اس کے خلاف لب کشائی کرنا جمیع اہلسنت والجماعت کے نزدیک جائز نہیں، ہاں روافض اس کے خلاف لب کشائی کرتے ہیں بلکہ روافض کی یہی علامت ہے۔

عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں جانیکی ممانعت کے متعلق دلائل کی بحث کرنا اختلاف رائے نہیں بلکہ مخالفت ہے۔ اور اجماع کی مخالفت کرنے والوں کیلئے قرآنِ کریم اور احادیث میں وعیدیں وارد ہوئی ہیں چند ملاحظہ ہوں۔

"وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِن بعد .....غیر سبیل المومنین.......وَسَاءَتْ مَصِیْراً o اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف تو ہم حوالہ کردیں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔ (پ۵ رکوع۱۴)

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا" (پ۴ رکوع۲) یعنی اور مضبوطی سے پکڑو اللہ کی رسی ایک ہوکر اور متفرق مت ہو۔

اور اجماع کی حجت میں احادیث بھی وارد ہوئی ہیں۔

(۱) میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔
(ابن ماجہ ص۲۸۳، مسند احمد ج۶ ص۱۷۸، دارمی ج۱ ص۲۵، ترمذی ج۲ ص۳۹)

(۲) جماعت اللہ کے زیر سایہ ہے اور جو جماعت سے الگ ہوگا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔
(ترمذی ج۲ ص۳۹)

(۳) جو شخص ایک بالشت کے بقدر جماعت سے ہٹا اس نے اسلام کا پھندہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ (عبدالرزاق ج۱۱ ص۳۳۹، حاکم ج۱ ص۲۰۴)

(۴) سوادِ اعظم کا اتباع کرو اس لئے کہ جو الگ ہوا وہ دوزخ میں داخل ہوا۔ (حاکم ج۱ ص۱۹۹)

حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں نماز کیلئے عورتوں کی مساجد میں جانے کی روایات جن فقہاءِ صحابہ کرام وصحابیات سے مروی ہیں، عورتوں کی مساجد میں جانے کی ممانعت کے اجماع کے بعد ان کا کیا عمل رہا ذیل میں ملاحظہ ہو:

اجماع کے بعد صحابیات اور صحابہ کرامؓ کا عمل

فقہائے صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنھم اجمعین کا عمل عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں جانے کی ممانعت کے اجماع کے بعد کیا رہا ہے ملاحظہ ہو:

حضرت عائشہ صدیقہؓ:۔ عورتوں کی حالت میں تبدیلی دیکھ کر حضرت عمرؓ نے عورتوں کو مسجد

میں آنے سے روکا حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس سے اتفاق کیا، اُمّ المومنین، منشائے نبوت کو پہچاننے والیں فقیہۃ الامت، صحابہ کرامؓ جن سے مسائل دریافت کرتے تھے عورتوں میں افضل حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فقیہانہ جواب دیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی حالت دیکھتے تو ان کو مسجد آنے سے ضرور روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد آنے سے ممانعت کردی گئی تھی۔ (صحیح بخاری شریف ۱۳۰ ج۱، صحیح مسلم شریف ۱۸۳ ج۱)

حضرت عائشہؓ جو کہ عورتوں میں سب سے افضل تھیں اور جو منشاءِ نبوت کو جاننے والی تھیں اور جن سے صحابہ کرام نے بہت سے مسائل سیکھے انھوں نے تو عورتوں کے مساجد میں جانے کی ممانعت کے اجماع پر سکہ مرتب کردیا۔ حضرت عمرؓ نے عورتوں کو مسجد آنے سے منع فرمایا تو عورتوں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے اس کی شکایت کی، حضرت عائشہؓ نے فرمایا، حضرت عمرؓ کو جن امور کا علم ہوا اگر حضور ﷺ کیسامنے یہ امور ظاہر ہوتے تو تم کو (برائے نماز) نکلنے کی اجازت مرحمت نہ فرماتے۔ (عنایہ شرح ہدایہ ص۳۶۵ ج۱ مع فتح القدیر، باب الامامۃ)

حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ:۔ فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ "عورت کی سب سے محبوب نماز خدا کے نزدیک وہ نماز ہے جو اس نے بہت ہی تاریک کوٹھری میں پڑھی ہو" (طبرانی کبیر بحوالہ الترغیب والترھیب للمنذری ج۱ ص۱۸۹)

حضرت ابوعمرو الشیبانیؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے روز عورتوں کو مسجد سے نکال دیتے اور فرماتے اپنے گھر جاؤ، تمہارے گھر تمہارے لیے بہتر ہیں۔ (طبرانی فی الکبیر، بحوالہ الترغیب والترھیب ج۱ ص۱۹۰)

حضرتِ عبداللہ ابن عمرؓ:۔ متبعِ سنت حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے بہت سی روایات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں عورتیں مساجد میں جاتی تھیں، بلکہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دے دیا کرو۔ ابن عمرؓ کے ایک صاحبزادے

نے عرض کیا کہ ہم تو اجازت نہیں دے سکتے کیوں کہ وہ اس کو آئندہ چل کر آزادی اور فساد و آوارگی کا بہانہ بنالیں گی۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ میں حدیث بیان کرتا ہوں اور تو یہ کہتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اسکے بعد وفات تک اُن سے بات نہیں کی۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کتنی سختی کیساتھ عورتوں کو مساجد میں جانے کی روایات بیان کرتے تھے کہ صاحب زادے کا جملہ صورتاً حضور اکرم ﷺ کے قول پر اعتراض تھا اسلئے اُس سے زندگی بھر بات نہیں کی (ورنہ عورتوں کو اجازت نہ دینا ایسا جرم نہیں تھا کہ قطع تعلق کرنا واجب ہو)۔ لیکن اجماع کے بعد یہی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکلنے پر مجبور کرتے تھے۔ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکال دیتے اور یہ صحابہ کی موجودگی میں ہوتا تھا۔ (عینی شرح بخاری ج ۳ ص ۲۲۸)

حدثنا وکیع عن سفیان عن عبداللہ بن جابر عن نافع عن ابن عمرؓ انہ کان لا یخرج نساءہٗ فی العیدین ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے گھر کی مستورات کو عیدین کی (نماز کے لئے) نہیں نکالتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۸۳)

جلیل القدر تابعین کا عمل۔ **حدثنا ابوبکر قال حدثنا جریر عن منصور عن ابراھیم قال یکرہ خروج النساء فی العیدین** ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ عیدین میں عورتوں کا نکلنا مکروہ ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۸۳)۔

حدثنا ابو اسامۃ عن ھشام ابن عروۃ عن ابیہ انہ کان لا یدع امرأۃ من اھلہ تخرج الی فطرو لا الیٰ اضحی ترجمہ: حضرت ھشام اپنے والد حضرت عروہ کا عمل بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے گھر کی کسی عورت کو عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ میں (عیدگاہ) نہیں جانے دیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۸۳)۔

حدثنا ابو داؤد عن قرۃ قال حدثنا عبدالرحمن بن القاسم قال کان القاسم اشد شئی علی العواتق لا یدعھن یخرجن فی الفطر و الاضحی حضرت

عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ انکے والد (حضرت قاسم) عورتوں کو عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز کیلئے نہیں جانے دیتے تھے۔ اور اس سلسلے میں انکا رویہ بہت سخت تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۸۳)۔

حدثنا وکیع بن حسن بن صالح عن منصور عن ابراھیم قال کرہ للشابۃ ان تخرج الی العیدین ۔ ترجمہ: حضرت ابراھیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ عیدین (کی نماز کیلئے) جوان عورت کا نکلنا مکروہ ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۸۳ من کرہ خروج النساء الی العیدین)۔

حضرت عاتکہؓ کا زمانہ کی حالت کے تغیر سے مسجد میں نہ جانا:- حضرت عاتکہؓ جن کا حوالہ منکرین اجماع اپنی تائید میں اکثر دیتے ہیں، ان کے کئی نکاح ہوئے جن میں سے حضرت عمرؓ سے بھی ہوا۔ وہ مسجد میں تشریف لے جاتی تھیں اور حضرت عمرؓ کو گراں ہوتا تھا کسی نے اُن سے کہا کہ حضرت عمرؓ کو گراں ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ ان کو گراں ہے تو منع کر دیں (حضرت عمرؓ کے زمانے میں جوان عورتوں کے مسجد میں جانے پر ممانعت کا اجماع ہوا تھا۔ زمانہ کے مزید تبدیلی کی وجہ سے آگے چل کر تمام عورتوں کا مسجد میں جانے کی ممانعت پر اجماع ہوا)۔ حضرت عمرؓ کے وصال کے بعد حضرت زبیرؓ سے نکاح ہوا اُن کو بھی یہ چیز گراں تھی، مگر روکنے کی ہمت نہ ہوئی (اسلئے کہ اس وقت اجماع صرف جوان عورتوں کی ممانعت پر ہوا تھا) تو ایک مرتبہ عشاء کی نماز کیلئے یہ جہاں کو جاتی تھیں راستہ میں بیٹھ گئے اور جب یہ پاس کو گذریں تو ان کو چھیڑا۔ خاوند تھے اسلئے ان کو تو جائز تھا ہی مگر ان (حضرت عاتکہؓ) کو خبر نہ ہوئی اندھیرا تھا کہ یہ کون ہیں؟ اسکے بعد سے انہوں نے مسجد جانا چھوڑ دیا۔ دوسرے وقت حضرت زبیرؓ نے پوچھا کہ مسجد میں کیوں جانا چھوڑ دیا، کہنے لگیں اب زمانہ نہیں رہا (یعنی حضرت عاتکہؓ کو بھی اس بات کا احساس تھا کہ جب حالات میں تغیر ہو جائے تو مسجد میں جانا مناسب نہیں ورنہ وہ ایسا جواب نہ دیتیں)۔

”عورتوں کو مساجد میں جانے کی ممانعت“ کے اجماع کی تفصیل

عوام الناس ”عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں جانے کی ممانعت“ کے مسئلہ کی حقیقت

سے آگاہ ہوکر فتنوں سے بچ سکیں اسلئے ذیل میں مذکورہ مسئلہ کی حقیقت واضح کی جاتی ہے۔

مردوں کیلئے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز کا ثواب زیادہ ہے:- حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مرد کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو اُس نماز سے جو گھر میں پڑھ لی ہو، یا بازار میں پڑھ لی ہو ۲۵ ر درجہ المضاعف ہوتی ہے (صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)۔

مردوں کیلئے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا وجوب:- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ ’’اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے پختہ ارادہ کیا کہ لکڑیوں کو جمع کرنے کا حکم دوں کہ انہیں جمع کرلیا جائے پھر نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور نماز کے لئے اذان دی جائے، پھر میں کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں نہیں آئے۔ اور ان کے گھروں میں آگ لگادوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر نہ آنے والوں میں سے کسی کو یہ علم ہوجائے کہ اس کو مسجد میں آنے پر ایک گوشت ہڈی یا دو اچھی کھریں ملیں گی تو وہ عشاء کی نماز میں ضرور حاضر ہوجائے‘‘۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۸۹)

انہی حضرت ابوہریرہؓ سے مسند احمد میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ’’اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نماز عشاء قائم کرتا اور اپنے نوجوان کو حکم کرتا کہ (جو لوگ جماعت میں حاضر نہیں ہوتے انکے) گھروں میں آگ لگادیں (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۹۶ باب الجماعت وفضلھا)

یہ سزا اور وعید حضور اکرم ﷺ ان لوگوں کیلئے تجویز فرمانا چاہتے تھے جنکو جماعت میں حاضر ہونا ضروری تھا اور حاضر نہ ہوتے تھے مگر عورتوں اور بچوں کا گھر میں ہونا گھروں کو جلادینے کی سزا کی تکمیل میں مانع ہوا۔ عورتوں کا اس حدیث میں ذکر فرمانا اس کی دلیل ہے کہ وہ بچوں کی طرح جماعت میں حاضر ہونے کی مکلّف نہ تھیں اور جماعت انکے حق میں موکد نہیں تھیں ورنہ وہ بھی اس سزا کی مستحق ہوتیں اور بچوں کے ساتھ عورتوں کو معذور نہ سمجھا جاتا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں اور بچوں پر مسجد میں جماعت کی نماز واجب نہیں ہے۔ حضور ﷺ کے

زمانے میں جو عورتیں مسجد میں جماعت کی نماز کیلئے جاتی تھیں ان کا مسجد میں جانا ’’مباح‘‘ تھا سنت یا واجب نہیں تھا۔ انہیں صرف اجازت تھی اور مشروط تھی یعنی ان کیلئے مسجد میں جانے کا حکم عام نہیں تھا ان کیلئے لازم تھا کہ وہ مسجد کی نماز کیلئے اجازت لیں۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ’’جب تم سے کسی کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت چاہے تو اسے نہ روکو‘‘ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۲۰، صحیح مسلم ج ا ص ۱۸۳ وغیرہ) جب کہ مردوں کیلئے اذان سن کر مسجد میں جانا واجب ہے۔

عورتوں کیلئے ان کے گھروں کے اندر نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے:- مسجد میں جماعت کا پچیس یا ستائیس گنا ثواب، مسجد نبوی کا پچاس ہزار نماز کا ثواب اور پیغمبر اقدس ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی سعادت عظمٰی ہوتے ہوئے بھی عورتوں کیلئے ہدایت تھی کہ زیادہ فضیلت اور ثواب اور سعادت کی بات اس میں ہے کہ وہ نماز گھر میں پڑھیں اور اس بڑھ کر یہ فرمایا گیا کہ عورت کی تاریک سے تاریک اور بند کوٹھری کی نماز مسجد نبوی کی نماز سے کئی درجہ افضل اور بہتر ہے اور اس سلسلہ میں متعدد روایت ہیں چند ملاحظہ ہوں۔

حضرت ابن عمرؓ حضورؐ سے روایت کرتے ہیں کہ عورت چھپانے کی چیز ہے وہ جب گھر سے نکلتی ہے تو شطان اس کو تاکتہ ہے۔ (یعنی لوگوں کے دلوں میں اسکے متعلق گندے خیالات اور وساس ڈالتا ہے) اور عورت اپنے گھر کی سب سے زیادہ بند کوٹھری ہی میں اللہ سے بہت قریب ہوتی ہے (ترمذی ج ا ص ۲۲۲، طبرانی فی الاوسط، الترغیب والترہیب ج ا ص ۱۸۸)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ’’عورت کی سب سے زیادہ محبوب نماز خدا کے نزدیک وہ نماز ہے جو اس نے بہت ہی تاریک کوٹھری میں پڑھی ہو۔

(طبرانی فی الکبیر، لترغیب والترھیب ج ا ص ۱۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ’’عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکو (مگر) ان کا گھر ان کیلئے (مسجد سے) بہتر ہے‘‘ (بحوالہ مشکوٰۃ ص ۹۶)

عورت کے بارہ میں حضور ﷺ کا فرمان ہے ’’تیرا اپنے گھر میں نماز پڑھنا اپنی قوم کی

مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے''۔ (مسند احمد ۶:۳۱)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا عورتوں کی سب سے بہترین مسجدان کے گھر کی گہرائی (یعنی سب سے زیادہ بند اور تاریک کوٹھری) ہے۔
(مسند احمد، طبرانی کبیر، حاکم، بحوالہ الترغیب والترہیب للمنذری ج ا ص ۱۸۸)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ''عورت کی نماز بند کوٹھری میں کمرہ کی نماز سے بہتر ہے اور کمرہ کی نماز گھر (کہ احاطہ) کی نماز سے بہتر ہے اور گھر کے احاطہ کی نماز محلّہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے'' (طبرانی فی الاوسط، الترغیب والترھیب ج ا ص ۱۸۸)

اب حضور اکرم ﷺ کا عجیب فیصلہ ملاحظہ فرمائیے

حضرت اُم حمیدؓ نے نبی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم میرے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت شوق رکھتی ہو لیکن تمہارے لئے گھر کے حجرے میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے صحن کی نماز سے، اور صحن کی نماز برآمدہ کی نماز سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد کی نماز میری مسجد (مسجد نبوی) میں ادا کرنے سے بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت ام حمیدؓ نے یہ ارشاد گرامی سن کر اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ ایک جگہ نماز کیلئے گھر میں اندرونی کوٹھری میں جو نہایت تاریکی میں تھی بنادی گئی یہ اس میں نماز پڑھتی رہیں یہاں تک کہ خدا سے جاملیں (یعنی گھر ہی میں نماز پڑھتی رہیں مسجد میں نہیں گئیں۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۳۷۱، الترغیب والترہیب ج ا ص ۲۲۵، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۳، ابن خزیمہ، ابن حبان وغیرہ)

مذکورہ بالا روایات سے چند باتیں صراحۃً ثابت ہوتی ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو جماعت میں حاضر ہونے کی تاکید نہیں تھی، صرف اجازت تھی اور ہدایت وفہمائش ایسی تھی کہ خود ہی باز آجائیں۔

عورتوں کا مسجد میں آنا محض اباحت ورخصت کے درجہ میں تھا نہ کہ تاکید یا فضیلت پر عمل کرنے ہی کی غرض سے مسجد چھوڑ دی اور پوری عمر اپنی تنگ وتاریک کوٹھری کے اندر نماز

پڑھتی رہیں اور یہ عین اتباع اور آنحضرت ﷺ کی خواہش کی تکمیل تھی۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورتیں مساجد میں کیوں جاتی تھیں؟

حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں عورتوں کے مساجد میں جانے کی وجوہات: ۔ بے شک اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارکہ میں عورتیں نماز پنجگانہ اور عیدین کی جماعت میں حاضر ہوتی تھیں، لیکن وہ خیر القرون کا زمانہ تھا، فتنوں سے محفوظ تھا، حضور اکرم ﷺ بہ نفس نفیس موجود تھے، وحی کا نزول ہوتا تھا، نئے نئے احکام آتے تھے، نئے مسلمان تھے، نماز، روزے وغیرہ کے احکام سیکھنے کی ضرورت تھی، اور سب سے بڑھ کر حضور اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوتا تھا، حضور اکرم ﷺ خواب کی تعبیر بیان فرماتے اور عجیب وغریب علوم کا انکشاف فرماتے اسلئے ان کو حاضری کی اجازت تھی، لیکن یہ کہنا کہ مردوں کی طرح ان کو حاضری کا تاکیدی حکم تھا، یہ صحیح نہیں۔

کیا حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں عورتوں کا مساجد میں جانا سنت یا واجب تھا؟:۔

عورتوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں کہیں حکم نہیں دیا گیا کہ پہلے اجازت طلب کرلو اس کے بعد فرض نماز پڑھو، صاحب نصاب عورتوں پر زکوٰۃ فرض ہے کہیں حکم نہیں ہے کہ پہلے اجازت لو اسکے بعد زکوٰۃ ادا کرو، عورتوں پر پردہ واجب ہے کہیں حکم نہیں ہے کہ پہلے اجازت طلب کرواسکے بعد پردہ کرو۔ لیکن مساجد میں نماز پڑھنے کیلئے عورتوں کے ذمہ لازم تھا کہ وہ مسجد کی نماز کیلئے اجازت لیں، چنانچہ حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت چاہئے تو اسے نہ روکو'' (صحیح بخاری ج ا ص ۱۲۰، صحیح مسلم ج ا ص ۱۸۳ وغیرہ)۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں مساجد میں نماز پڑھنے کی مکلّف نہیں تھیں انہیں صرف اجازت تھی اور وہ بھی مشروط تھی۔ یعنی ان کیلئے مسجد میں جانیکا حکم عام نہیں تھا بلکہ اجازت شرط تھی۔ اور کسی امر میں اجازت کی ضرورت صرف نفل یا مباح کاموں میں ہوتی ہے، سنت یا واجب کیلئے اجازت حاصل کرنیکی ضرورت نہیں ہوتی جیسے نفل روزہ رکھنے کیلئے عورت کو شوہر کی اجازت ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''کسی عورت کیلئے حلال نہیں کہ وہ شوہر کی موجودگی میں روزہ رکھے مگراس کی اجازت سے'' (صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۸۲، صحیح مسلم وغیرہ)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ''عورت شوہر کی موجودگی میں رمضان کے سوا روزہ نہ رکھے مگراس کی اجازت سے'' (کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۳۸)

بلکہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ''اس نے اگر روزہ رکھا تو بھوکی پیاسی رہی اور قبول نہ کیا جائے گا'' (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۱۰)۔

غرض عورتوں کو مساجد میں نماز کیلئے جانیکی اجازت کی شرط سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا مساجد نماز کیلئے جانا صرف ''مباح'' تھا سنت یا واجب نہ تھا۔

خیرالقرون کے بعد عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں جانے کی ممانعت کی وجوہات:۔

نکتۂ بحث: نکتۂ بحث یہ نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورتیں نماز کے لئے مساجد میں جاتی تھیں یا نہیں؟ یہ تو تسلیم شدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں نماز کے لئے عورتیں مساجد میں جاتی تھیں۔ اسلئے دلائل میں حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کے مساجد میں جانے کی روایات پیش کرنا تحصیل حاصل ہے (یعنی جو چیز تسلیم شدہ ہے اسے خواہ مخواہ تسلیم کرانا ہے)۔ اصل بحث یہ ہے کہ فتنوں کی وجہ سے صحابۂ کرامؓ نے عورتوں کو مساجد میں جانے سے روکا تھا اور اس پر صحابۂ کرام کا اجماع بھی ہوگیا تھا تو وہ صحیح تھا یا نہیں؟ اور آج کے زمانہ میں صحابۂ کرامؓ کے اس اجماع پر عمل کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

دراصل حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا نماز کیلئے مساجد میں جانا ''مباح'' یا ''مستحب'' فعل تھا، واجب نہ تھا۔ اصول یہ ہے کہ جو مباح یا مستحب ذریعہ بنتا ہو کسی معصیت کا وہ بھی ممنوع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ایک فعل فی نفسہٖ مباح ہو مگر دوسری حیثیت سے اس میں قبح (خرابی) آجائے اور وہ حیثیت افضاء الی المعصیت ہے یعنی گناہ کا ذریعہ بن جاتا ہے (التبلیغ ص ۲۳)۔ خود حضور اکرم ﷺ سے فتنوں کے اندیشوں سے ''مباح'' بلکہ ''مستحب''

امر کا ترک کرنا ثابت ہے۔ مثلاً حدیث شریف میں قصہ آیا ہے کہ حضور ﷺ نے حطیم کو بیت اللہ کے اندر داخل کرنے کا ارادہ فرمایا مگر اس خیال سے کہ جدید الاسلام کے قلوب میں خلجان پیدا ہوگا اور خود بناء کے اندر داخل ہونا امر ضروری نہ تھا اسلئے آپ نے اس قصد کو ملتوی فرمادیا اور تصریحاً یہی وجہ ارشاد فرمائی۔ حالانکہ بناء کے اندر داخل فرمادینا مستحسن تھا مگر ضرر عوام کے اندیشہ سے اس کو ترک فرمادیا۔ (اصلاح الرسوم ص ۱۱۵)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی امر کو ایک زمانہ میں جائز کیا جائے کیونکہ اس وقت اس میں وجوہِ کراہت کی نہیں تھیں اور دوسرے زمانہ میں ناجائز کہہ دیا جائے اسلئے کہ اس وقت کراہت کی علت پیدا ہوگئی۔ یا ایک مقام پر اجازت دی جائے اور دوسرے مقام میں منع کردیا جائے۔

مثال:۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو مساجد میں آکر نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی کیونکہ اس وقت فتنہ کا احتمال نہ تھا اور صحابہ کرامؓ نے بدلی ہوئی حالت دیکھ کر ممانعت فرمادی۔ حدیث وفقہ میں اسکے بے شمار نظائر (مثالیں) مذکور ہیں (اصلاح الرسوم ص ۱۱۶)۔

خیرالقرون میں رخصت واباحت (اجازت) بھی ان شرطوں کیساتھ تھی کہ عورتیں بن سنور کر لباس فاخرہ زیب تن کرکے، خوشبو لگا کر، بجتا ہوا زیور پہن کر نہ آئیں بلکہ میلی کچیلی آئیں۔ ابن ماجہ میں حضور ﷺ کے زمانے ہی کا ایک واقعہ منقول ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں قبیلۂ مزینہ کی ایک عورت زیب وزینت کا لباس پہنے ہوئے مٹکتی (اتراتی) ہوئی مسجد میں آئی، حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنے عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہننے اور مسجد میں مٹکنے سے روک دو، کیونکہ بنی اسرائیل پر لعنت نہیں کی گئی، یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے زیب وزینت کا لباس پہنا اور مسجد میں مٹکنا شروع کردیا (ابن ماجہ ص ۲۹۷ باب فتنۃ النساء)۔

جیسے جیسے حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے دوری ہوتی گئی عورتوں کی حالت میں تبدیلی آتی گئی بعد کے زمانہ میں عورتوں میں کچھ آزادی اور خرابی رونما ہوتی تو حضرت عمر فاروقؓ نے

عورتوں کومسجد میں آنے سے روکا، حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس سے اتفاق کیا، اس پرعورتوں کی شکایت کے جواب میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فقیہانہ جواب دیا **لو ادرک رسول الله ﷺ مـاحدثت النّساء لمنعهن المسجد كمامنعت نسآء بنی اسرائیل** اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی یہ حالت دیکھتے توان کومسجد آنے سے ضرور روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کومسجد آنے سے ممانعت کردی گئی تھی (بخاری شریف ص۱۲۰ ج۱، مسلم شریف ص۱۸۳ ج۱)۔

اگر شرائط وقیود کی عدم ادائیگی بڑھتی ہی چلی جاتی تو حالات ایسی ہی ہوتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عبادت گاہوں کے تھے اوران کیوجہ سے بنی اسرائیل کی عورتوں کی عبادت گاہوں میں آنے سے روکا گیا تھا بلکہ اسی وجہ سے بنی اسرائیل پرلعنت کی گی تھی۔

امت محمد یہ ملعون نہ ہواور فتنوں سے بچ جائے اس کیلئے حضرت عمرؓ اورصحابہ کرامؓ نے توجہ کی اوراس پراجماع ہوا کہ عورتوں کومساجد میں آنے سے روک دیا جائے عورتوں کومسجد میں جانے کی ممانعت پراجماع کوئی اچنبھے کی بات نہیں تھی بلکہ سابقہ امتوں پراس قسم کے حالات آتے تواس کاسدِّ باب کیا جاتا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ''مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا یعنی سنت الٰہی یہ ہے کہ ہرنبی کی امت میں حوار یین اوراصحاب ہوتے ہیں جو نبی کی سنت کوقائم رکھتے ہیں اورٹھیک ٹھیک اس کی پیروی کرتے ہیں۔ لیکن ان کے بعد شرّ وفتن کا دور آتا ہے اورایسے لوگ پیدا ہوجاتے ہیں جوطریقۂ نبی سے ہٹ جاتے ہیں۔ ان کا فعل ان کے دعوے کے خلاف ہوتا ہے اورانکے کام ایسے ہوتے ہیں جن کیلئے شریعت نے حکم نہیں دیا۔''
حضرت عمرؓ کے مناقب میں حضرت عائشہؓ روایت بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ ''تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن پرالہام کیا جاتا تھا اگرمیری امت سے ان میں سے کوئی ایک ہوگا تو وہ عمر بن خطاب ہونگے'' (صحیح مسلم ج۲ ص۲۷۶)۔ اسلئے حضرت عمر بن خطابؓ نے عورتوں کی حالت میں تبدیلی دیکھ کر جوقدم اٹھایا وہ بالکل برحق تھا، کیونکہ عورتوں کو مسجد میں آنے کی جواجازت اوررخصت تھی وہ قیود وشرائط کیساتھ تھی، اورفتنہ رونما ہونے سے

پہلے تھی، چنانچہ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عورتوں کی آزادی اور بے احتیاطی ظاہر ہونے لگی اور فتنے کا اندیشہ ہوا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ اوراجلّۂ صحابہ نے حکم جاری فرمایا کہ اب عورتیں مسجد میں نہ آیا کریں، اورتمام صحابہ نے اس کو پسند فرمایا۔ بدائع الصنائع میں ہے کہ **ولايباح للشواب منهن الخروج الى الجماعات ....فهو حرامٌ** ترجمہ: جوان عورتوں کا (مساجد میں نماز کی) جماعت کیلئے جانا مباح نہیں، اس روایت کے پیش نظر جوحضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جوان عورتوں کونکلنے سے منع فرمایا دیا تھا اوراسلئے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنے کا سبب ہے اورفتنہ حرام ہے کہ اور جو چیز حرام تک پہنچائے وہ بھی حرام ہے........ (بدائع ج۱ ص۱۵۷)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جنکے ذریعہ سے علم حدیث ہندوستان میں آیا وہ حجۃ اللہ البالغہ ج۲ ص۹۰ پرتحریر فرماتے ہیں ''اوران عذروں میں سے جن کیوجہ سے نماز باجماعت میں حاضر نہ ہونا جائز ہے فتنہ کا خوف ہے، جیسے کوئی عورت خوشبو لگائے، اورآنحضرت ﷺ کے اس فرمان ''اذا استاذنت ...الخ'' (یعنی جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو وہ اس کومنع نہ کرے) اور جمہور صحابہ کے فیصلہ (ان حضرات کا یہ فیصلہ ہے کہ عورتوں کواب مسجد آنے سے ممانعت کی جائے) میں تضاد نہیں ہے اسلئے کہ وہ غیرت جومحض تکبّر سے پیدا ہواوراس غیرت کی بناء پرعورتوں روکا جائے وہ غیرت توناجائز ہے، رہی وہ غیرت جوفتنہ کے خوف سے پیدا ہواوراس غیرت کی بناء پرعورتوں کوروکا جائے تووہ غیرت جائز بلکہ مستحسن ہے (اورصحابہؓ نے اس فتنہ کے خوف کی بناء پرعورتوں کوروکنے کا فیصلہ کیا) اورحضور اکرم ﷺ کے اس فرمان **الغيرة غيرتان** کا یہی مقصود ہے اوریہی مصداق ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ان النساء احدثن ..... اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی یہ حالت دیکھتے توان کومسجد آنے سے ضرور روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کومسجد آنے سے ممانعت کردی گئی تھی۔
(بخاری شریف ص۱۲۰ ج۱، مسلم شریف ص۱۸۳ ج۱)

پس کس قدر افسوس ہے ان لوگوں پر جو عورتوں کو مسجد میں آنے کی ترغیب دیتے ہیں آنحضورﷺ کی تعلیم اور مرضی اور منشاء کے خلاف حکم کرتے ہیں اور غضب یہ ہے کہ اسے سنت بتاتے ہیں اور اپنے اس فعل کو احیائے سنت سمجھتے ہیں، اگر عورتوں کیلئے جماعت میں حاضر ہونا سنت ہوتا تو آنحضورﷺ اپنی مسجد کی نماز سے مسجد محلّہ کی نماز کو، اور مسجد محلّہ کی نماز سے گھر کی نماز کو افضل نہ فرماتے تو کیا ترک سنت میں زیادہ ثواب تھا اور سنت پر عمل کرنے میں کم، اور کیا رسول اللہﷺ عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنے کی ترغیب دے کر ترک سنت کی ترغیب دیتے تھے؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ شاید یہ لوگ اپنے آپ کو رسول اللہﷺ سے زیادہ متقی اور اپنی مسجد کو مسجد نبوی سے زیادہ مقدس اور اپنی عورتوں کو اس مبارک زمانہ کی عورتوں سے زیادہ عفیفہ اور پاکباز سمجھتے ہیں۔

عورتوں سے دشمنی یا ہمدردی:۔ منکرینِ اجماع عورتوں کو ''مساجد میں نماز'' کے نام پر گھروں سے نکالتے ہیں اور شیاطین کو انکے پیچھے لگاتے ہیں (کیوں کہ حدیث میں ہے کہ ''عورت سراپا چھپانے کی چیز ہے جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسکی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے'' (ترمذی ج۱ص۲۲۲) اور ان کو اپنے رب سے دور کردیتے ہیں (اسلئے کہ صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں ہے کہ ''عورت جب تک اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتی ہے'' (الترغیب للمنذری ج۱ص۱۳۶) اور اس کے بعد بھی مسجد میں نماز کا موقع نہیں دیتے۔ انہیں ایک الگ حجرے میں رکھتے ہیں جب کہ خیر القرون میں عورتوں کی صفیں مسجد ہی میں مردوں اور بچوں کے بعد لگتی تھیں (صحیح بخاری باب صلوٰۃ النساء خلف الرجال ج۱ص۱۲۰، صحیح مسلم باب جواز الجماعۃ النا فلۃ والصلوٰۃ علی حصیر وخمرۃ وثوب وغیرھامن الطاھرات ج۱ص۲۳۴، نسائی ''المنفرد خلف الصف'' ج۱ص۱۳۹، ترمذی باب ما جاء فی الرجل یصلی و معہ رجل و نساء ج۱ص۵۵، ابوداؤد باب اذا کانوا ثلاثۃ کیف یقومون ج۱ص۹۰، مسند احمد ج۳ص۱۶۴) امنکرینِ اجماع کہتے ہیں کہ حضور اکرمﷺ کے زمانہ کے فعل میں تبدیلی کرنا دین میں مداخلت ہے (نعوذ باللہ من ذالک) تو پھر عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کا موقع دینے کی بجائے الگ کمرہ میں کیوں نماز پڑھاتے ہیں۔ اگر الگ سے کمرہ بنانے کی وجہ یہ بیان کریں کہ

یہ ''فتنوں سے احتیاط'' ہے تو پھر فتنوں سے زیادہ احتیاط اور کم تکلیف تو عورتوں کا اپنے گھروں کے حجرے میں نماز پڑھنا ہے' اور اس میں ثواب بھی زیادہ ہے، اس مطالبہ سے عورتوں کی نماز کا ثواب کم کر کے ان پر ظلم کی کوشش کیوں؟ یہ عورتوں سے دشمنی ہے یا ہمدردی؟

جب کسی امر میں اللہ تعالیٰ کسی کو ''رعایت'' عطا فرماتا ہے، تو اُس کو ثواب پورا عطا فرماتا ہے اُسمیں کوئی کمی نہیں کرتا۔ شریعت میں عورتوں کو نماز گھر میں پڑھنے کی تلقین کردی گئی اور گھر پر نماز پڑھنے پر زیادہ ثواب احادیث میں بتادیا گیا۔ اُنھیں رُخصت عطا کردی گئی یعنی اُنھیں رعایت دی گئی۔ مزید یہ کہ آج کے زمانے میں عورتوں کا پردہ کے ساتھ بچوں کو لے کر ٹریفک میں سڑکوں پر چلنا اور سڑکیں پار کر کے مساجد تک پہنچنا کتنا مشکل کام ہے یہ تو سب جانتے ہیں۔ پھر راستے میں اور ماحول میں مردوں سے سابقہ میں کتنے فتنے موجود ہیں یہ اظہر من شمش ہے۔ اِن تمام اعذار کی موجودگی میں مساوات اور انصاف کا جھوٹا نعرہ لگا کر عورتوں کو مشقت میں مبتلا کرنیوالے حضرات عورتوں کے دشمن ہیں یا ہمدرد؟

''عورتوں کو مساجد میں نماز کی دعوت دینا'' کہیں مغرب کے اسلام دشمنوں کے پروپگنڈہ سے متاثر ہونے کیوجہ سے تو نہیں ہے؟ جبکہ یورپ وامریکہ میں معاشرت وتہذیب مکمل تباہ ہوچکی ہے۔ مساوات، انصاف جیسے الفاظ کا استعمال کر کے مذہب کے قوانین کی دھجیاں اڑا کر، عورتوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کر کے ان کی جنسی وجسمانی استحصال کی سازش کو نافذ کردیا گیا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ عورتیں آوارہ لڑکوں اور آزاد خیال مردوں کی جنسی خواہش پوری کرنے کیلئے ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھیں۔ مغرب کے ایک ملک میں تو حکومت کے دفاتر سے فادر (باپ) اور مدر (ماں) یہ دونوں الفاظ قانوناً خارج کردیئے گئے ہیں۔ مغرب میں رہنے والے مسلمان اپنی شناخت وتہذیب کو برقرار رکھنے کی کوشش کررہے ہیں۔ لیکن مغرب کے مسلمانوں کی اس جدوجہد کو اسلام دشمن عناصر ''نام نہاد مسلمانوں'' (جن کی پرورش ہی اسلام دشمنوں کے سائے میں ہوئی ہے) کے ذریعہ ملیامیٹ کرنیکی

کوشش کررہے ہیں۔ ''نسلی امتیاز مٹانے'' کا نعرہ لے کر عورتوں کو مساجد میں گھسانے کی تحریک جاری ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جن مساجد میں مردوں اور عورتوں دونوں کا انتظام ہے ان مساجد میں مذکورہ نعرہ کے ساتھ عورتوں کو پہلی صف میں نماز پڑھانے کی تحریک بھی جاری ہے۔ یہی نہیں بلکہ نماز میں مرد اور عورت بازو بازو میں کھڑے رہیں اور لباس برہنہ مغربی ہو۔ جمعہ کی نماز میں عورتیں خطبہ دیں اور امامت کریں اس کا مظاہرہ باقاعدہ فوج کے پہرے میں کیا جاتا ہے۔ دراصل مساجد اور عبادت گاہوں کا تقدس ختم ہو اور وہاں شیاطین کا راج رہے اسلئے اسلام دشمن عناصر یورپ اور امریکہ میں یہ حرکتیں مسلسل کررہے ہیں۔ فی زمانہ عورتوں کو نماز کیلئے مساجد میں بلانے کا مطالبہ شعوری یا غیر شعوری طور پر نہ صرف اسلام دشمن طاقتوں کی مطابقت اور ان کی تائید وحمایت ہے بلکہ اسلام دشمنی کے مترادف ہے۔

اتنے تمام دلائل کے باوجود اگر منکرینِ اجماع اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہوں تو درج ذیل سوالات قائم ہوسکتے ہیں۔

(۱) کوئی آیت یا حدیث پیش کیجئے جسمیں یہ جملہ ہو ''عورت اور مرد کی نماز یکساں ہے، کوئی فرق نہیں ہے''۔

(۲) ''عورتوں کی نماز کا طریقہ'' کی دلیل میں صرف ایک صحیح صریح حدیث پیش کیجئے۔

(۳) ایک صحیح صریح حدیث پیش کیجئے کہ ''عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے''۔

(۴) ایک صحیح صریح حدیث پیش کیجئے کہ ''عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنے کا اجر وثواب گھر میں نماز پڑھنے کے اجر وثواب سے زیادہ ہے''۔

(۵) خیر القرون کے بعد سے حدوث اہل حدیث تک (یعنی تیرہ سو سال سے زائد عرصہ میں) اہل سنت والجماعت کی ایک مسجد کا نام پیش کیجئے (سوائے حرمین شریفین) جس میں عورتیں نماز پڑھتی ہوں۔

اسلام میں عورتوں کی نماز

اسلام میں عورتوں کی نماز

بدائع الصنائع میں ہے کہ **ولایباح للشواب ......فھو حرام**'' ترجمہ: جوان عورتوں کو جماعت میں شریک ہونے کے لئے نکلنا مباح نہیں ہے اس روایت کے پیش نظر جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرما دیا تھا اور اس وجہ سے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو چیز حرام تک پہنچائے وہ بھی حرام ہے۔(بدائع الصنائع ج۱ص۱۵۷،فصل فی بیان من یصلح للامامۃ فی الجملۃ)

اسلام میں عورتوں کی نماز